بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(اداریہ)

دینی مدارس کے بارے میں حکومت اپنا رویہ درست کرے!

برصغیر میں انگریزوں کی آمد سے بہت سی معاشرتی تبدیلیاں رونما ہوئی تھیں۔ زندگی کا کوئی ایسا گوشہ نہ تھا جو متاثر نہ ہوا ہو۔ خاص کر تعلیم کے شعبے پر تو بہت گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ بلکہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اس شعبے کو بطور خاص نشانہ بنایا گیا۔ کیونکہ قوموں کے عروج و زوال کی اصل کلید تو تعلیم ہی ہے جو قوم جب تک اپنے نونہالوں کی تعلیم کا صحیح بندوبست کرتی ہے ان پر کبھی زوال نہیں آتا۔ انگریزوں نے خاص کر برصغیر کے مسلمانوں کے خلاف ایک گہری سازش کے ذریعے تعلیم کے دروازے بند کئے اور جب مسلمانوں نے ازخود اس کا اہتمام اپنی مسجدوں اور خانقاہوں میں کیا۔ تو اس کی اہمیت وافادیت سے یکسر انکار کردیا اور یہاں سے تعلیم یافتہ طبقے کو رجعت پسند قرار دیکر مسترد کردیا گیا۔ نتیجتاً دینی اور دنیاوی تعلیم کی تقسیم کا آغاز کردیا گیا۔

مذہب اور دین اسلام سے انگریزوں کو کیا واسطہ...... دینی تعلیم سے بہرہ مند افراد سے انہیں کیا غرض...... انہوں نے اپنی ضرورت کے پیش نظر محض ایسی تعلیم کی حوصلہ افزائی کی جس کے ذریعے صرف کلرک، قاصد اور ان کی ضرورت کے بندے پیدا ہوسکیں۔

اس تقسیم نے کچھ عرصہ بعد ہی مسٹر اور مولوی کی واضح خلیج اختیار کرلی اور ہندوستانی معاشرہ میں جہاں پہلے ہی سے پیشہ ور قومیں آباد تھیں ان میں ایک مولوی کا اضافہ بھی ہوگیا۔ ان دینی تعلیم سے آراستہ لوگوں کی تمام تر صلاحیتیں مسجدوں تک محدود ہوگئیں

اور ان کے معاشی مسائل بھی دینی مدرسوں اور مسجدوں سے وابستہ ہوگئے۔

ان مدرسوں کو اگرچہ سرکاری سرپرستی حاصل نہ تھی اور نہ ہی انکا کوئی پرسان حال تھا لیکن علماء کرام اور مشائخ عظام نے اس کسمپرسی کی حالت میں اس چراغ کو روشن رکھا اور اس کی لو کو ٹمٹمانے نہ دیا۔ اسلام کے ابدی پیغام کو لوگوں تک پہنچانے کا یہ سلسلہ جاری وساری رہا۔ علماء نے نہایت تنگدستی، فاقہ کشی اور بے سروسامانی کے ساتھ دینی تعلیم کا نہ صرف اہتمام کیا بلکہ تشنگان علوم کو خوب سیراب کیا۔ ان چٹائیوں پر بیٹھ کر زیور تعلیم سے آراستہ ہونے والوں نے چراغ سے چراغ جلانے کا تسلسل جاری رکھااور اپنے اسلاف کی امانت کو آنے والوں کو منتقل کرنے کا فریضہ بخوبی سرانجام دیا اور اس دور میں ایسے یکتا روز گار علماء پیدا ہوئے جن کی اب کوئی مثال نہیں۔ انہوں نے ایسے لازوال کارنامے سرانجام دیئے جس کو تاریخ نے ناقابل فراموش واقعات قرار دیا ہے یہی وہ علماء تھے جنہوں نے سب سے پہلے انگریزوں کے خلاف آزادی کا علم بلند کیا اور تحریک آزادی میں ہراول دستہ کا کردار ادا کیا۔

حقیقت یہ ہے کہ یہی وہ دینی مدارس تھے جو اسلام کے قلعے ثابت ہوئے جہاں علماء نے بیٹھ کر اسلام کی شمع کو روشن رکھااور برصغیر میں بسنے والے کروڑوں مسلمانوں کے ایمان کی سلامتی اور ان کی تہذیب کی پہچان کو محفوظ رکھا۔ انگریزوں نے لاتعداد علماء کرام کو تختہ دار پر لٹکایا اور ہزاروں کو کالا پانی جلاوطن کیا۔ ان کا جرم اس کے سوا کیا تھا کہ وہ اسلام کا نام لیتے تھے اور مسلمان قوم کی علیحدہ شناخت کا ذریعہ تھے آج پاک وہند میں بسنے والے کروڑوں مسلمانوں کا وجود دراصل انہی اسلاف کی قربانیوں کا ثمر ہے۔

لیکن آج تاریخ سے نابلد اور ناقدر شناس لوگ اپنے اسلاف کا تمسخر اڑاتے ہیں اور مدارس سے تعلیم یافتہ ان بزرگوں کو تضحیک کا نشانہ بناتے ہیں جس میں پیش پیش جناب گورنر پنجاب ہیں۔

برصغیر کی تقسیم کے وقت یہ بات بالکل عیاں تھی کہ پاکستان ایک صحیح اسلامی ریاست ہوگی انگریزوں کی پیدا کی گئی مختلف نسلی، مذہبی گروہ بندیاں از خود ختم ہوجائیں گی مکمل

اسلامی معاشرہ تشکیل دیا جائے گا اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں وطن عزیز میں بسنے والے سب ایک کنبہ کی طرح ہوں گے۔ دینی اور دنیاوی تعلیم کے یکساں مواقع فراہم ہوں گے، مسٹر اور مولوی کے امتیاز ختم ہوجائیں گے، ایسا نصاب تعلیم رائج ہوگا جس کے ذریعے ہر شخص اپنے ایمان اور اسلامی تشخص کا تحفظ کر سکے گا۔ ہونا بھی یہی چاہئے تھا تاکہ لاکھوں انسانوں کی قربانیوں کے بعد حاصل کئے گئے ملک کا کچھ تو فائدہ ہوتا۔

مگر بدقسمتی سے یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا۔ انگریز جاتے ہوئے ہمیں ایسے لوگوں کے سپرد کر کے گیا جو اپنے آقا کو زیادہ وفاداری کا ثبوت دینا چاہتے ہیں انگریزوں کے پروردہ یہ لوگ غلامانہ ذہنیت کے مالک تھے انہوں نے بھی اپنے آقاؤں کی طرح انہی علماء کرام درویشوں اور بوریا نشینوں سے خطرہ محسوس کیا اور شروع ہی سے ان کے خلاف سازشیں کیں اور ہر ممکن کوشش کی کہ کسی طرح بھی ان کو معاشرہ میں باوقار مقام نہ مل سکے اور کسی ایسے منصب پر فائز نہ ہوسکیں جس کے ذریعے یہ قومی کردار ادا کرسکیں اور اس کے لئے تمام دروازے بند کئے اور قوم کو یہ باور کرانے کی پوری کوشش کی کہ یہ طبقہ معاشرہ میں کوئی کردار ادا نہیں کرسکتا اور نہ ہی کوئی ذمہ داری ادا کرسکتا ہے بلکہ یہ معاشرہ پر بوجھ ہیں مذہب ان کی معاشی ضرورت ہے جس کے لئے یہ فرقہ بندی کرتے ہیں۔

لیکن علماء حق نے بھی اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ اگر انگریزوں سے ٹکر لیکر ایک صحیح دینی تشخص قائم رکھ سکتے ہیں تو موجودہ حالات مین ان کے لئے یہ کام بہت آسان ہے قیام پاکستان کے بعد دینی مدارس کا کردار کسی سے مخفی نہیں پاکستان میں اسلامی تعلیم کے فروغ اور تبلیغ اسلام جیسے اہم فریضے کو انہی تعلیمی اداروں نے پورا کیا۔ پاکستان میں دینی حمیت اور جو مختصر سا اسلامی معاشرہ نظر آرہا ہے انہی دینی اداروں کا مرہون منت ہے یہ ادارے کیسے بھی ہیں بہت ہی غنیمت اور سود مند ہیں۔ ورنہ کسی حکومت نے بھی معاشرہ کے بگاڑ، اس کی اخلاقی بربادی اور نوجوان نسل کو تباہ کرنے کی کوئی کسر نہیں چھوڑی خاص کر وہ تعلیمی ادارے جو حکومت کی سرپرستی میں چل رہے ہیں جن پر اربوں روپے کا بجٹ صرف ہو رہا ہے ان سے کیا حاصل ہو رہا ہے؟ مخلوط تعلیم سے جنم لینے والی بے حیائی، بے راہ روی

دوران تعلیم ہڑتالیں، نعرہ بازی، مار دھاڑ، اساتذہ کی توہین اور فراغت کے بعد بے روز گاری اس کے علاوہ ان اداروں نے قوم کو کیا دیا ہے؟ ہم جناب گورنر پنجاب سے یہ پوچھنے کی جسارت کرتے ہیں کہ وہ بتلائیں کہ ہم بتلائیں؟

جبکہ وہ دینی ادارے جن کے بارے میں گورنر صاحب آئے دن ہرزہ سرائی کرتے رہتے ہیں سرکاری سرپرستی سے یکسر محروم ہیں اور اہل خیر کے تعاون سے چل رہے ہیں۔ نتائج کے اعتبار سے سرکاری اداروں سے سو فیصد بہتر ہیں۔ بہتر تعلیم، بہترین تربیت، اسلامی ماحول، پاکیزہ سوچ اور فارغ التحصیل ہونے کے بعد باعزت روز گار کہ اتنے کم بجٹ میں چلنے والے ان اداروں کی کارکردگی سرکاری سرپرستی میں چلنے والے اداروں کی نسبت سو فیصد بہتر ہے۔ میرا یہ چیلنج ہے کہ حکومت اس کم بجٹ میں ایک ادارہ بھی چلا کر دکھا دے۔ محض گورنری کی آڑ میں پھنکارنا مناسب نہیں۔

دینی تعلیمی ادارے اب محض ایک روایتی ادارے نہیں ہیں۔ ان میں بھی ایک معیار قائم ہو چکا ہے جس میں دینی تعلیم کا جہاں اعلیٰ پیمانے پر اہتمام ہے وہاں عصری علوم کا بھی مثالی انتظام ہے جس کی روشن مثال جامعہ سلفیہ فیصل آباد ہے۔

ان اداروں میں نہ تو مار دھاڑ ہے نہ اسلحہ کی نمائش ہے یہاں سے فارغ التحصیل ہونے والے اعلیٰ اخلاق کے مالک علماء اور سکالر ہیں اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ ان اداروں سے فارغ ہونے والوں نے ہمیشہ معاشرہ کی اصلاح میں مثبت کردار ادا کیا ہے اور قوم کی اصلاح کے لئے تمام صلاحیتیں بروئے کار لائے۔ موجودہ حکومت محض اسلام دشمنی اور اپنے آقا امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ایسے بیانات دے رہی ہے کہ وہ دینی مدارس پر پابندی لگا دیں گے جو کام ان کے آقا نہ کر سکے۔ یہ بھلا کیا کریں گے؟

حالانکہ یہ ادارے پاکستان کی اصل شناخت ہیں جو اسلام کا مکمل تحفظ کر رہے ہیں۔ جبکہ حکومت اور اس کے تمام ذرائع دن رات اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی میں مصروف ہیں پاکستان ٹیلی وژن اور ایس ٹی این پر کس ڈھٹائی اور بے شرمی سے اخلاق سوز فلمیں اور نیم عریاں ڈانس دیکھائے جاتے ہیں۔ بے ہودہ اور لغو قسم کے گانے سنائے جاتے ہیں۔

نوجوان نسل کو تباہ کرنے کے لئے عشقیہ ڈرامے اور ہیجان خیز مناظر فلمائے جاتے ہیں ان اخلاق باختہ پروگراموں پر ذرا بھی پابندی نہیں؟ لیکن جہاں سے لوگوں کو کلمہ خیر سننا نصیب ہوتا ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی باتوں کا پرچار ہوتا ہے۔ ان پر یکطرفہ پابندی لگانے کی باتیں ہی نہیں بلکہ عملاً اس کا نفاذ کیا جاتا ہے۔

موجودہ حکمرانوں کی یہ بہت بڑی بھول ہے دینی اداروں پر پابندی کی بات وہ دل سے نکال دیں۔ اسلام کا تحفظ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے اور یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ یہ اتنا ہی ابھرے گا جتنا کہ دبادیں گے۔ حکومت نے مدارس کو ملنے والی امداد (زکوٰۃ فنڈ سے) بند کر دی ہے۔ شاید انہیں گمان ہو، کہ اس طرح ادارے بھی بند ہو جائیں۔

حالانکہ انہیں جان لینا چاہئے کہ ایک راستہ بند ہو تو ہزاروں راستے کھل جاتے ہیں جبکہ یہ ادارے پہلے سے زیادہ مضبوطی اور نظم ونسق کے ساتھ چل رہے ہیں۔

ہم موجودہ حکومت کے کار پردزان کو متنبہ کرتے ہیں کہ دینی مدارس کے بارے میں اپنا رویہ درست کریں اور خاص کر پنجاب کے گورنر بھی احتیاط سے کام لیں۔ جو آئے دن ان اداروں کے بارے میں اہانت آمیز بیانات دیتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ پاکستان کی بقاء اسلام سے وابستہ ہے اور اسلام کی صحیح آبیاری اور اسلامی تشخص کے لئے یہی دینی ادارے کام کر رہے ہیں لہٰذا حکومت کو دینی مدارس کے بارے میں اپنا رویہ درست کرلینا

بقیہ صـ ۹:

آسان تھے ملک عبدالملک بن مروان کو دیکھئے وہ اس مضمون کو کس خوبی سے ادا کرتے ہیں جب وہ معاویہؓ کی قبر پر گئے اور ان کے لئے دعائے خیر کرنے لگے ایک شخص نے پوچھا اے امیر المومنین یہ کس کی قبر ہے عبدالملک نے جواب دیا جہاں تک اس کے بارے میں میری معلومات ہیں اس قبر میں وہ شخص ہے جو پوری واقفیت کے بعد بولتا تھا اور حلم کی وجہ سے خاموش رہتا تھا جسے دیتا اسے غنی کر دیتا اور جس سے لڑتا اسے فنا کر ڈالتا۔ عبداللہ بن عباسؓ جو بڑے نقاد تھے۔ کہتے ہیں ریاست اور فرمانروائی کی طرف توجہ دینے میں معاویہؓ سے زیادہ لائق میں نے کسی اور کو نہیں دیکھا۔ (الفخری ص ۱۲۹ مطبوعہ ادارہ ثقافت اسلامیہ)

بحوالہ حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق ص ۲۶۶۔۲۶۸)